بسم اللہ الرحمن الرحیم

سانحہ کربلا کا پس منظر

من المومؤمنین رجال صدقو ا ماعاھدو ا اللہ علیہ فمنھم من قضیٰ نحبہ ومنھم من ینتظر ومابدلوا تبدیلا.

حضرت امیر معاویہ نے اپنی زندگی میں ہی اپنے بیٹے یزید کو جانشین مقرر کر دیا تھا۔ حضرت امام حسینؓ نے اس کی مخالفت کی تھی جس پر شام سے آپ کی جواب طلبی ہوئی۔ جواب میں آپ نے حکومت پر سخت تنقید کی اور اپنے خیالات واضح کرتے ہوئے یزید کے ولی عہدی کے ناجائز ہونے کا اعلان کیا۔

رجب 60ھ میں یزید نے اپنی خلافت کا اعلان کر دیا۔ اور مدینہ منورہ میں اپنے والد کی وفات کا خط لکھا۔ اور ایک مختصر حکم بھیجا۔

''حسینؓ اور عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ کو بیعت پر مجبور کرو اور پوری سختی کرو یہاں تک یہ لوگ بیعت کر لیں۔''

ولید بن عتبہ بن ابوسفیان مدینے کا گورنر تھا۔ اس وقت والیءمدینہ مروان بھی موجود تھا۔

یزید کے خط کو مضمون سن کر حضرت امام حسینؓ نے فرمایا۔

''انا للہ وانا الیہ راجعون . خدا تم لوگوں کو اس مصیبت میں صبر عطا کرے۔ رہی بیعت تو شاید تم میرے ایسے شخص کی مخفی بیعت کو کافی نہ سمجھو ۔ جب مجمع عام میں یہ بات رکھو گے تو مجھ سے مطالبہ کرنا''

ولید نے کہا۔ درست ہے۔ مروان نے بات کاٹی اور کہا۔

''ولید کیا غضب کرتے ہو اگر حسینؓ اس وقت تمہارے ہاتھ سے نکل گیا اور بیعت نہ کی تو پھر ایسا موقع نہ آسکے گا جب تک فریقین کے بہت سے لوگ قتل نہ ہوں بہتر یہی ہے کہ انہیں گرفتار کر لو اور یہ تمہارے گھر سے جانے نہ پائیں۔ جب تک بیعت نہ کر لیں یا قتل نہ کر دیئے جائیں۔''

یہ سن کر ولید نے کہا۔

''میں حسین کے خون سے ہاتھ نہیں رنگ سکتا۔''

ولید سے امام حسینؓ کی ملاقات 27 رجب کو ہوئی۔ اسی دن امام حسین نے مدینہ منورہ سے مکہ معظّمہ کا رخ کیا۔ آپ کے ساتھ آپ کے فرزند ، بھتیجے، اور دوسرے اہل بیت تھے۔ اس موقع پر محمد بن حنفیہ نئے اقدامات کے لئے پیش بندیوں کے مشورے دیئے۔ امام حسینؓ نے شکریہ کے ساتھ سب کچھ سنا اور بھائی کو خدا حافظ کہا۔

امام حسینؓ پہلے رسول اللہ ﷺ کے مزار اور اپنی والدہ ماجدہ کی قبر پر آئے۔ اس کے بعد مدینے سے عام شاہراہ سے ہوتے ہوئے مکہ مکرمہ میں 4 شعبان 60ھ کو داخل ہوئے۔ مکہ میں آپ کا قیام شعب ابی طالب میں رہا۔ یہاں لوگ آپ سے ملنے آتے رہے۔

ایران کے شیعان علی ابتداء سے امیر معاویہ کے خلاف تھے ان کی وفات کے بعد انہوں نے خلافت کا منصب اہل بیت میں منتقل کرنیکی کوشش کی۔ اور امام حسین کے مکہ پہنچنے کے بعد آپ کو بلاوے کے خطوط لکھے۔ پھر عمائد کوفہ نے خود آ کر کوفہ چلنے کی درخواست کی۔ اس دعوت پر آپ

نے اپنے چچیرے بھائی مسلم بن عقیل کو حالات کی تحقیق کے لئے کوفہ بھیجا۔ اور اہل کوفہ کو لکھا۔

''تمہارے خطوط ملے۔ تمہاری خواہش معلوم ہوئی۔ میں اپنے بھائی مسلم بن عقیل کو حالات کی تحقیق کے لئے بھیجتا ہوں۔ جیسا کہ تم نے لکھا ہے اور تمہارے آدمیوں کا بیان ہے اگر واقعی تم لوگ میری خلافت پر متفق ہو تو مسلم وہاں حالات دیکھ کر مجھے اطلاع دیں گے۔ میں فوراً روانہ ہو جاؤں گا۔''

یہ خط لے کر مسلم کوفہ پہنچے اور مختار بن ابوعبید کے گھر قیام کیا۔ ان کی آمد کی خبر سن کر ان کے پاس شیعان علی کی آمد و رفت شروع ہوگئی۔ کوفہ کے حاکم نعمان بن بشیر کو اس کی خبر ہوئی۔ لیکن وہ بڑے دیندار، نیک فطرت اور امن پسند آدمی تھے۔ اس لئے کسی قسم کی سختی نہ کی بلکہ لوگوں کو بلا کر سمجھایا کہ۔

''فتنہ و اختلاف میں نہ پڑو۔ اس میں جان و مال دونوں کی ہلاکت و بربادی ہے۔ جب تک کوئی شخص میرے مقابلہ کے لئے کھڑا نہ ہوگا۔ اس وقت تک میں محض بدگمانی پر کسی سے باز پرس نہ کروں گا۔''

لیکن یزید کے جاسوں نے دمشق اطلاع بھیج دی کہ مسلم بن عقیل آگئے ہیں۔ اور لوگوں کو برگشتہ کر رہے ہیں۔ اگر حکومت کی بقا منظور ہے تو فوراً اس کا تدارک کیا جائے۔ اس اطلاع پر یزید نے عبداللہ بن زیاد والئی مصر کو حکم بھیجا کہ۔

''کوفہ جا کر جس طرح ممکن ہو مسلم کو نکال دو یا انہیں گرفتار کر لو۔''

یہ حکم پا کر وہ کوفہ پہنچا اور اس نے ہر محلّہ کے بااثر شخص کو اس کے محلّہ کو ذمہ دار بنایا۔ کہا کہ وہ اپنے اپنے محلّہ کے فتنہ پرداز خوارج اور مشتبہ لوگوں کا نام لکھ کر اطلاع کریں جو شخص اس میں کوتاہی کرے گا اس کے دروازہ پر اس کو سولی پر لٹکایا جائے گا۔

ان حالات کو دیکھ کر مسلم بن عقیل مختار کے گھر سے نکل کر اہل بیت ہانی بن عروہ کے ہاں منتقل ہو گئے۔ یہاں بھی شیعان علی کی آمد و رفت جاری رہی۔ چنانچہ مقتل ابومخنف میں درج ہے۔

(فاجتمع الناس اليه فبايعه ثمانيه عشر الف رجل)

چنانچہ مسلم بن عقیل نے حضرت امام حسینؓ کو لکھ بھیجا کہ۔

''حالات موافق ہیں۔ آپ فوراً تشریف لایئے۔''

ابن زیاد مسلم بن عقیل کی تلاش میں لگا ہوا تھا۔ لیکن پتہ نہ چلتا تھا۔ آخر اس کے غلام معقل نے شیعان علی کا بھیس بدل کر پتہ چلا لیا۔ اور مسلم سے مل کر عبداللہ بن زیاد کو آگاہ کر دیا۔

ابن زیاد نے محمد بن اشعث کو گرفتاری کے لئے بھیجا۔ ابن اشعث جان بخشی کا وعدہ کر کے انہیں ابن زیاد کے پاس لے آیا لیکن ابن زیاد جان بخشی پر راضی نہ ہوا۔

چنانچہ مسلم نے ابن اشعث سے کہا کہ۔

''میرا بچانا تمہارے بس میں نہیں۔لیکن اتنا کرنا کہ حسینؓ کو میرے انجام کی خبر کر کے کہلا دینا کہ وہ کوفہ والوں پر ہرگز ہرگز اعتبار نہ کریں اور جہاں تک پہنچ چکے ہیں وہیں سے لوٹ جائیں۔''

ابن شعث نے وعدہ ایفا کیا۔اس کے بعد ابن زیاد نے انہیں قتل کرا دیا۔ان کی شہادت سے حضرت امام حسینؓ کا ایک قوی بازو ٹوٹ گیا۔مسلم بن عقیل کے بلاوے پر امام حسینؓ نے روانگی کی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔اہل مکہ اور حضرت حسینؓ کے ساتھی کوفیوں کی غداری سے پوری طرح واقف تھے۔اس لئے انہوں نے آپ کو سفر سے روکنا چاہا۔عمرو بن عبدالرحمان نے کہا۔

''میں نے سنا ہے آپ عراق جا رہے ہیں۔وہاں آپ کے دشمنوں کی حکومت ہے ان کے حکام موجود ہیں۔ان کے ہاتھ میں فوج اور خزانہ ہے عوام بندہ زر ہوتے ہیں۔مجھ کو خطرہ ہے کہ جن لوگوں نے آپ سے مدد کا وعدہ کیا ہے وہی آپ سے لڑے گے۔''

حضرت ابن عباس نے سمجھایا کہ۔

''خدارا اس ارادہ سے باز آؤ۔شاہی حکام کے ہوتے ہوئے کوئی آپ کا ساتھ نہ دے گا۔سب آپ کو بے یارو مددگار چھوڑ دیں گے۔اور آپ کے خلاف لڑے گے۔''

حضرت ابن عباس نے یہ بھی فرمایا۔

اگر آپ نہیں مانتے تو کم از کم اہل وعیال کو ساتھ نہ لے جائیں۔مجھے ڈر ہے کہ عثمان کی طرح آپ بھی بال بچوں کے سامنے ذبح کر دیئے جائیں گے۔''

لیکن مشیت ایزدی کچھ اور تھی۔اس لئے خیر خواہوں کی ساری کوششیں بے کار گئیں۔حضرت امام حسینؓ ذو لحجہ 60ھ کو مع اہل وعیال مکہ سے کوفہ روانہ ہو گئے۔

آپ کی روانگی کے بعد آپ کے چچیرے بھائی عبداللہ بن جعفر نے عمرو بن سعید اموی حاکم مکہ سے خط لکھوا کر بھیجا کہ آپ واپس لوٹ آئیں ۔آپ کی یہاں ہر طرح سے حفاظت کی جائے گی۔آپ نے عمرو بن سعید کو شکریئے کا خط لکھا لیکن واپس نہ آئے۔

شامی حکومت کو آپ کی روانگی کی خبر مل چکی تھی۔اس نے آپ کی نقل وحرکت کی اطلاع اور آپ کے اور اہل کوفہ کے درمیان بات چیت کا سلسلہ منقطع کرنے کے لئے ایک قاصد قیس بن مسہر صیدادی جنہیں آپ نے کوفہ کے حالات کی خبر لانے کے لئے بھیجا تھا۔گرفتار کر کے قتل کر دیئے۔

مقام ثعلبہ پر پہنچ کر آپ کو کوفہ کے ایک مسافر سے مسلم بن عقیل کی شہادت کی خبر ملی۔اہل قافلہ نے واپسی کا مشورہ دیا لیکن عقیل کے بھائیوں نے کہا۔

''لا واللہ لا نبرح حتی یدرک ثارنا او نذرق ماذاق اخوانا.''

اللہ کی قسم ۔ہم واپس نہیں جائیں گے یہاں تک کہ ہم اپنے بھائی کے دشمنوں کو پکڑ لیں ۔

غرض سفر جاری رہا۔ کچھ دور چل کر محمد بن اشعث اور عمرو بن سعد کے قاصد جنہیں ان دونوں کی وصیت کے مطابق حضرت امام حسینؓ کو کوفہ آنے سے روکنے کے لئے بھیجا تھا ملے ۔

ان سے کوفہ کے تفصیلی حالات سننے کو بعد حضرت امام حسینؓ نے اپنے ساتھیوں کو جمع کر کے فرمایا۔

''ایھا الناس فمن کان یصبر علی حدالسیف و طعن الا سنیة فلیقم معنا و الا فلینصرف عنا .''

اے لوگو جو ہمارے ساتھ تلواروں کے سامنے صبر کر سکتا ہے۔اور جان قربان کر سکتا ہے۔ وہ ہمارے ساتھ کھڑا رہے۔اور دوسرے جا سکتے ہیں۔

آگے چل کر ذی چشم مقام پر حر بن یزید ایک ہزار سپاہی کے ساتھ ابن زیاد کے حکم پر آپ کو گھیر کر لے جانے لے لئے آیا۔اس سے آپ نے فرمایا۔

''میں خود نہیں آیا ہوں بلکہ تم لوگوں کے خطوط اور آدمی آئے تھے۔ کہ آپ آ کر ہماری راہنمائی کریں۔اگر تم لوگ اس بیان پر قائم ہو تو میں تمہارے شہر چلوں ورنہ یہیں سے لوٹ جاؤں۔''

اس نے کہا۔

ہمیں اس سے بحث نہیں۔ ہمیں تو حکم ملا ہے کہ آپ جہاں کہیں مل جائیں۔آپ کو گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس پہنچا دیں۔''

جب حر کا لشکر آپ کو ملا۔اس وقت دوپہر کا وقت تھا۔ چنانچہ حضرت امام حسینؓ نے ان کو پانی پینے کے لئے دیا۔

کیا سخی تھا صاحب تسنیم وکوثر کا پسر
غیر کو پانی پلایا آپ پیاسا رہ گیا

ذی خم کے مقام پر حضرت امام حسینؓ کے ساتھیوں نے عقیدت مندانہ تقاریر کیں۔

''اللہ کی قسم ۔اے رسول اللہ ﷺ کے نواسے اللہ نے ہم پر احسان کیا ہے کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ہم آپ کے ساتھ لڑیں گے۔ یہاں تک کہ ہمارے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ پھر قیامت کے دن آپ کے نانا ہماری شفاعت کریں گے۔''

جب حضرت امام حسینؓ نینوا کے قریب پہنچے تو ابن زیاد کی طرف سے حر کو خط آیا کہ حسینؓ کو قید کرو اور ایسے چٹیل میدان میں ٹھہراؤ جہاں پانی اور کوئی محفوظ مقام نہ ہو۔ چنانچہ حضرت امام حسینؓ کو ارض کربلا میں پہنچنے کے بعد روک دیا گیا۔

2 محرم 61ھ کو حضرت امام حسینؓ نے کربلا میں اپنا قافلہ اتارا تھا۔3 محرم کو عمر بن سعد چار ہزار فوج لے کر کربلا پہنچا۔عمر بن سعد نے ابن زیاد کو لکھا کہ حضرت امام حسینؓ واپس جانے کے تیار ہیں۔ وہاں سے حکم آیا کہ پہلے ان کی بیعت لے لو۔اس کے بعد غور کیا جائے گا۔اس کے بعد ہی دوسرا حکم پانی بند کر دینے کا پہنچا۔

اس حکم کے بعد 7 محرم سے عمر بن سعد کے حکم سے فرات پر پہرہ بٹھا دیا گیا۔ 9 محرم کو عمر بن سعد نے حضرت امام حسینؓ سے مصالحت

کی بات کی۔لیکن حضرت امام حسینؑ بیعت کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔چناچہ یہ آخری گفتگو بھی ناکام رہی۔امام حسینؑ نے اہل بیت کے خیموں کی حفاظت کا سامان کر کے 72 جان نثاروں کی مختصر فوج مرتب کی۔زہیر بن قیس اور حبیب بن مطہر کو دو مقامات پر متعین کیا۔اور عباس کو علم مرحمت فرمایا۔اور آغاز جنگ سے پہلے خدا کے حضور دعا کی۔

''اللھم انت ثقتی فی کل کرب و رجائی فی کل شدة و انت ولی کل امر نزل بی ثقة وعدة .و کم من کرب یضعف عنه الفؤاد و نقل فیه اعیلة و یخذل فیه الصدیق .ویشمت به العدو و انزلته بک و شکوته الیک رغبة منی الیک عمن سواک ففرجته و کشفته فانت ولی کل نعمة و صاحب کل حسنة و منتھی کل رغبة .''

دعا کے بعد دشمنوں کو مخاطب کر کے تقریر کی۔اس میں آپ نے اپنی شخصیت بتائی اور اپنے آنے کے اسباب بیان کر کے واپسی کی اجازت چاہی ۔جواب ملا کہ یزید کی بیعت کرلو۔حضرت امام حسینؑ نے فرمایا۔

''خدا کی قسم میں ذلیل کی طرح یزید کی بیعت کر کے غلام کی طرح
اس کی خدمت تسلیم نہ کروں گا۔''

آپ کے بعد جاں نثاروں نے تقاریر کی۔لیکن عراقی فوج پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔البتہ حر بن یزید عراقیوں کا ساتھ چھوڑ کر آپ کے ساتھ ہو گئے۔

صبح عاشورہ قیامت کا نمونہ تھی۔جس اندوہ مصیبت میں امام حسینؑ اور آپ کے ہمراہی گرفتار تھے وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔آٹھویں محرم کی صبح سے امام حسینؑ کے خیام میں پانی کا ایک قطرہ نہ تھا۔بوڑھوں، جوانوں اور بچوں کے گلے شدت پیاس سے خشک تھے۔اور کوئی بھی ان کو پرسان حال نہ تھا۔قیامت تو یہ تھی۔کہ دریائے فرات آنکھوں کے سامنے لہریں مار رہا تھا مگر ان کی بے بسی اور مجبوری کی یہ حالت ہو رہی تھی کہ وہ تین دن کے پیاسے اس سے ایک قطرہ بھی نہیں لے سکتے تھے۔

آہ وہ ریگستانی میدان۔وہ آفت کی گرمی۔وہ بلا کی دھوپ اور پانی کا بند ہونا۔گویا کربلا کا میدان عرصہ محشر کا نمونہ تھا۔عابد بیمار اور اصغر شیرخوار کی بے تابانہ حالت کسی سے دیکھی نہ جاتی تھی۔

ان حالات میں لڑائی شروع ہوئی پہلے ایک ایک آدمی میدان میں آیا۔اور حسینی فوج کے چند آدمی شہید ہو گئے۔اس کے بعد عالم جنگ شروع ہو گئی۔دونوں لشکروں کی قوت میں کوئی تناسب نہ تھا۔ایک طرف چار ہزار مسلمان سپاہ تھی۔دوسری طرف کل بہتر 72 آدمی۔تاہم یہ مٹھی بھر آدمی بڑی شجاعت سے لڑے۔دوپہر تک امام حسینؑ کے بہت سے آدمی کام آ گئے۔

ان کے بعد باری باری حضرت علی اکبر۔عبداللہ بن مسلم۔جعفر طیار کے پوتے عدی۔عقیل کے فرزند عبدالرحمان۔ان کے بھائی۔حضرت امام حسین کے صاحبزادے قاسم اور ابوبکر میدان میں آئے۔اور شہید ہو گئے۔ان کے بعد امام حسین نکلے۔عراقیوں نے ہر طرف سے یورش کی ۔آپ کے بھائی عباس۔عبداللہ۔جعفر۔اور عثمان آپ کے سامنے سینہ سپر ہو گئے۔اور چاروں نے شہادت حاصل کی۔اب حضرت امام حسینؑ

بالکل خستہ اور نڈھال ہو چکے تھے۔ پیاس کا غلبہ تھا۔ فرات کی طرف بڑھے۔ پانی لے کر پینا چاہتے تھے۔ کہ حسین بن عنبر نے تیر چلایا۔ چہرۂ مبارک زخمی ہو گیا۔ آپ فرات سے لوٹے۔ اب آپ میں کوئی سکت باقی نہ تھی۔ عراقیوں نے ہر طرف سے گھیر لیا۔ زرعہ بن شریک تمیمی نے ہاتھ اور گردن پر تلوار کے وار کیئے۔ سنان بن اس نے تیر چلایا۔ اور آپ زخموں سے چور ہو کر گر پڑے۔ آپ کے گرنے کے بعد سنان بن انس نے سر اقدس جدا کر دیا۔

بنا کردز خوش رسمے بخاک وخون غلطیدن　　　خدا رحمت کند ایں عاشقاں پاک طینت را